ڈاکٹر شازیہ رزاق
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور ۔
ڈاکٹر عروبہ صدیقی
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور۔

اردو غزل میں محبت کی صوفیانہ بازگشت

Dr Shazia Razzaq
Assistant Professor Urdu, Lahore College for Women University, Lahore.
Dr Arooba Siddiqui
Assistant Professor Urdu, Lahore College for Women University, Lahore.

The Mystical echoed of Love in Urdu Ghazal

Mysticism is the doctrine of the Sufi saints and writer's methodology. Therefore, there is a link between literature and mysticism which helps to resolve the problems of life. Thoughts and teachings of Sufi saints and literature as source of expression of these thoughts can be uniformly viewed as becoming a subject of literature. Thought of Sufi extracts written with reference of Sufism become a source to promote the formation of peace and mutual understanding. The purpose of this exercise is to create ease for human beings by making love the base of life and to build such a world where there is no existence of racism, hatred and malice. This concept became a subject of writing for Urdu poets. Subject of my dialogue is to transpire the message of peace and respect for humanity in Urdu Ghazal by way of concepts of Sufi writings. Even a poet declares this passion to be a cure of individual and collective restlessness and discloses the need and significance of this in his poetry. This is the concept where Rumi and Iqbal became accordant of one another, the elements of this voice can be heard in the work of Bahu, Bulle shah and Bhagat Kabir. In accordance with the ultimate expansion of Urdu poetry my writings have been limited to merely Urdu Ghazal, however, in this article there is a complete and justified expression of the concept of love for humanity in classic and modern Urdu Ghazal.

Keywords: *Mystic, Echoed, Love, Urdu Ghazal, Society, Soul, Humanity.*

اُردو غزل کے موضوعاتی کینوس پر تصوف ایک بنیادی نقش کی حیثیت رکھتا ہے۔ قدیم و جدید عہد میں اردو غزل کے تخلیق کار اپنے اپنے مزاج اور اکتساب کے مطابق تصوف اور اُس سے منسلک تصورات سے متاثر ہوئے۔ وسیع المشربی صوفیاء کے ہاں نظری اور عملی سطح پر بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس تصور کے تحت وہ اللہ کی تخلیق کردہ اس دنیا میں ہر انسان کو لائق محبت گردانتے ہیں وہ مذہب و مسلک سے ماورا ہو کر اُسے اپنا بناتے ہیں اور آدم زاد ہونے کی حیثیت سے تمام انسانوں کو مساوی سمجھتے ہیں اور اُن سے محبت کو لازمی تصور کرتے ہیں۔ اس عمل اور نظریے کا مقصد معاشرے میں امن قائم کرنا اور محبت کو عام کرنا ہے۔ امن اور ہم آہنگی کی بدولت ایک مثالی معاشرہ وجود میں آسکتا ہے اسی کے پرچار سے مذہب کی تفریق کو مٹا کر دلوں کو ایک دوسرے کے قریب لایا جا سکتا ہے۔ وسیع المشرب صوفی کی نگاہ میں ہندو مسلم، سکھ، عیسائی غرض کوئی انسان کسی بھی مذہب سے جڑا ہو بحیثیت انسان لائق ادب و احترام ہے۔ اسلامی تصوف میں بھی اس تصور کو اپنایا گیا ہے۔

دراصل صوفیا کا ہر عمل اپنے اللہ کے لیے ہوتا ہے وہ اپنی ذات میں اللہ کی صفات کو پیدا کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے اور اللہ رحیم و رحمن ہے۔ اللہ کے آخری نبی حضرت محمد ﷺ بھی رحمت العالمین ہیں اور ان پر نازل کردہ قرآن بھی تمام تر رحمت ہے۔ حدیث پاک ہے "لایرحم اللہ من لایرحم الناس "یعنی جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتے اسی لیے ایک صوفی انسان دوست ہوتا ہے۔

تصوف اور ادب کا آپس میں جو رشتہ ہے اُسے جسم اور روح سے تعبیر کیا جا سکتا ہے تصوف روح ہے اور ادب جسم۔ جس طرح روح کا اظہار کسی پیکر یا جسم کی صورت ہوتا ہے اسی طرح تصوف کے تصورات و نظریات ادب کے وسیلے سے اظہار پاتے ہیں یہاں ادب سے مراد تخلیقی اور غیر تخلیقی دونوں طرح کا ادب ہے۔

جہاں تک تخلیقی ادب کی بات ہے تو کیا شاعری کیا افسانہ اور کیا دیگر اصناف نظم و نثر ہر صنف میں کسی نہ کسی صورت تصوف کے اس تصور نے اپنی جگہ بنائی ہے اردو غزل میں بھی وسیع المشربی کے تصور کو بڑی خوبصورتی سے نظم کیا گیا ہے۔ زندگی کو برتنے کے حوالے سے ایک صوفی اور شاعر کا منصب کسی حد تک ایک جیسا ہے۔ سجاد باقر رضوی کا کہنا ہے:

> "صوفی اور شاعر کا زندگی کے ساتھ رشتہ یوں ہے کہ وہ زندگی کی ہما ہمی میں شریک بھی ہیں اور اس سے باہر بھی"۔ (۱)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

زندگی کی ہماہمی میں شریک ہونے سے تجربے اور مشاہدے میں اضافہ ہوتا ہے اور اس ہماہمی سے باہر کھڑے ہو کر نہ صرف شعور ذات حاصل ہوتا ہے بلکہ اپنی اور اپنے جیسے دوسرے انسانوں کی زندگی کے خدوخال، خوبیاں، خامیاں اور پھر اُن کی روشنی میں اصلاح احوال کی راہ ڈھونڈنے میں بھی آسانی ہوتی ہے اور اگر یہ راہ نہ مل سکے تو کم از کم زندگی کو بہتر نہج پر لانے کی اُمید فروغ پاتی ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے الفاظ میں:

"ادیب اگر اخلاقیات کا نمائندہ ہے تو اس لیے نہیں کہ وہ ادب کے پند و نصائح تقسیم کرنے پر مامور ہے بلکہ اس لئے کہ وہ جذبے کی تہذیب کا اہتمام کر کے خلق خدا کو جذبے کی بربریت اور تشدد سے نجات دلاتا ہے"۔ (۲)

جذبات کی تطہیر سے جو توازن و اعتدال پیدا ہوتا ہے وہ انفرادی ہی نہیں اجتماعی خوبصورتی کو جنم دیتا ہے اور یہ خوبصورتی ہر معاشرے کا خواب ہے۔

اردو غزل کے حوالے سے شاعر معاشرے کو خوبصورت بنانے کی ذمہ داری بڑی خوبی سے انجام دیتے نظر آتے ہیں۔ وسیع المشربی کا تصور وہ بنیاد ہی جس پر خوبصورت معاشرے کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ معاشرے میں امن اور ہم آہنگی کے لیے ضروری ہے کہ انسانوں کے دلوں کو بغض، کینہ، کدورت اور تعصب و نفرت جیسے رزائل سے پاک کیا جائے۔ دلوں کی پاکی اور صفائی دراصل عمل صالح کی پہلی شرط ہے اور اس تطہیر کے حوالے سے شعراء یوں گویا ہوئے:

ولیؔ

عبث غافل ہوا ہے گا فکر کرپی کے آنے کا
صفا کر آرسی دل کو سکندر ہو زمانے کا (۳)

اللہ کا گھر وہ دل ہے جو صاف و پاک ہو اور جس دل میں اللہ کی محبت ہو وہ اس محبت کے سہارے دنیا کو تسخیر کر سکتا ہے اسی لیے سوداؔ کہتے ہیں:

شیخ کعبہ کو کیا کروں جا کر
دل ہی کو خانہ خدا دیکھا (۴)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

اسی لیے دلوں کو توڑنے یا کسی دوسرے انسان کو دکھ دینے سے منع کیا گیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی کا قول ہے کہ جب میں عرش خداوندی کے قریب پہنچا اور دریافت کیا کہ اللہ کہاں ہے تو جواب ملا کہ اللہ کو زمین کے شکستہ قلوب میں تلاش کرو۔ حضرت نظام الدین اولیاء کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن سب سے بڑا انعام اس کو ملے گا جس نے مسلمانوں اور عام انسانوں کی خوشی کے لیے کام کیا ہو۔ اسی رویے کے تحت صوفیاء نے انسانوں کو اپنا گرویدہ بنایا اور لوگ جوق در جوق اسلام لائے۔ یہ احترام انسانیت اور حسن خلق ہے جس نے لوگوں کے دلوں کو مسخر کر لیا۔ شعراء نے بھی اس رویے کو موضوع بنایا۔ سودا کا شعر ہے:

دکھ دے نہ کسی دل کے تئیں باغ جہاں میں
گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ثمر لے (۵)

تاباںؔ نے کہا ہے:

ستانا دل کو اے ظالم برا ہے
قلوب المومنین عرش خدا ہے (۶)

قائمؔ کہتے ہیں:

توڑنا دیر و حرم تک بھی نہ چنداں ہے گناہ
اپنے مذہب میں ہے کچھ کفر تو آزردنِ دل (۷)

دردؔ لکھتے ہیں:

یارب درست گو نہ رہوں تیرے عہد پر
بندے سے پر نہ ہو کوئی بندہ شکستہ دل (۸)

اسی تصور کے حوالے سے شعراء کو ہر جگہ اللہ کا وجود جلوہ فرما نظر آتا ہے اور وہ ہر دل کو اللہ کا گھر کہتے ہیں چنانچہ وہ دیر و حرم کا فرق مٹاتے ہوئے ایک اللہ کی محبت میں اس کی مخلوق سے محبت کو اپنا غرض عین سمجھتے ہیں اور صلح کل کے داعی نظر آتے ہیں۔ شیخ ولی اللہ محبؔ کہتے ہیں:

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

ہے

چراغ کعبہ و دیر ایک سا ہے چشم حق بیں میں
محب جھگڑا ہے کوری کے سبب شیخ و برہمن کا (۹)

مظہر جانِ جاناںؔ:

کوئی تسبیح اور زنار کے جھگڑے میں مت بولو
کہ آخر ایک ہیں آپس میں دونوں بیچ رشتہ ہے (۱۰)

انعام اللہ خاں یقینؔ:

وہ کون دل ہے جہاں جلوہ گر وہ نور نہیں
اس آفتاب کا کس ذرہ میں ظہور نہیں (۱۱)

سوداؔ:

پڑھیے درود حسنِ صبیح و ملیح پر
جلوہ ہر ایک ذرے میں ہے آفتاب کا (۱۲)

میر سوزؔ:

خدا کو کفر اور اسلام میں دیکھ
عجب جلوہ ہے خاص و عام میں دیکھ (۱۳)

میر حسنؔ:

دیر و کعبہ ہی کو جانا کچھ نہیں لازم غرض
جس طرف پائی خبر اس کی ادھر کو اٹھ گئے (۱۴)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

خالی نہیں مجھ سے حرم و دیر و دل و چشم
میں مظہر حق ہوں کہ جدھر دیکھوں ادھر ہوں [۱۵]

دردؔ:

بستے ہیں ترے سائے میں سب شیخ و برہمن
آباد تجھی سے تو ہے گھر دیر و حرم کا [۱۶]

میرؔ:

حرم سے دیر اٹھ جانا نہیں عیب
اگر یاں ہے تو خدا واں بھی خدا ہے [۱۷]

کس کو کہتے ہیں نہیں میں جانتا اسلام و کفر
دیر ہو یا کعبہ مطلب مجھ کو تیرے در سے ہے [۱۸]

معاشرتی امن اور ہم آہنگی کے لیے شعرا مذہبی تضادات کے جھگڑے ختم کرنے کی بات کرتے ہیں وہیں وہ یہ درس بھی دیتے ہیں کہ اگر کوئی تم سے برائی کرے تو اس کا بدلہ بھلائی سے دو یہی محبت کا تقاضہ ہے کیونکہ یہ جذبہ ذاتی غرض اور فائدے سے ماورا ہوتا ہے۔ میرؔ کہتے ہیں:

رہتی ہے سو نکوئی رہتا نہیں ہے کوئی
تو بھی جو یاں رہے تو زنہار مت بدی کر [۱۹]

نہ کٹتی ٹک نہ ہوتی گر فقیری ساتھ الفت کے
ہمیں جب اس نے گالی دی ہے تب ہم نے دعا دی ہے [۲۰]

معیشت ہم فقیروں کی سی اخوان زماں سے کر
کوئی گالی بھی دے تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہو گا [۲۱]

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

مولانا رومی نے فرمایا کہ اللہ نے دو قسم کے انسان پیدا کیے ہیں ایک مٹی کی طرح جامد و بے حرکت اور دوسرے پانی کی طرح ہر دم تازہ رواں جب یہ آب رواں مٹی پر پہنچتا ہے تو دونوں کی ہم نشینی کی برکت سے اس سے ہزاروں گلزار نمودار ہوتے ہیں اور اشجار و اثمار پیدا ہوتے ہیں جو ابدان و ارواح کی غذا لیتے ہیں۔[۲۲]

گویا یہ تضادات زندگی کی حرکت و حرارت کا سبب ہیں لیکن ان تضادات پر غالب وہ بھلائی اور نیکی آتی ہے جو اوروں سے روا رکھی جاتی ہے اور اسی کے نتیجے میں برائی کا خاتمہ ہوتا ہے محبت فاتح عالم بن جاتی ہے غزل ایک فرد کے حصار سے نکل کر جب اجتماعیت کا احاطہ کرتی ہے تو اس میں تعمیر اخلاق اور فروغ ہم آہنگی کی بنا پر ہمہ گیریت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ فراقؔ گورکھپوری کا کہنا ہے:

> ”غزل ہمیں جنسیت کی اہمیت کا احساس کراتی ہے اور جنسیت جب داخلی و عینی تحریکوں سے عشق بن جاتی ہے تو عشق کے لامحدود امکانات کی طرف اس عشق کے ذریعے سے تعمیر انسانیت کی طرف غزل اشارہ کرتی ہے عشق کا پہلا محرک محبوب کی شخصیت ہے پھر یہی شخصیت حیات و کائنات سے گزر کر عشق کی ایک ہمہ گیر حقیقت بن جاتا ہے“۔[۲۳]

محبت کو فاتح عالم بننے کے لیے عشق کی اسی ہمہ گیریت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگرچہ شاعری میں شعراء فرد کے احساسات، جذبات، نفسیات اور کیفیات کے حوالے سے خاص طور پر جنس کی سطح پر بے باکی کے مرتکب ہوتے ہیں اور اجتماعی سطح پر بھی انسانیت کو درپیش مسائل کے سلسلے میں جنس اور بھوک کے تحت جنم لینے والی بے راہ روی، اشتعال انگیزی، بربریت، سفاکی اور ایسی کئی خرابیوں کی عکاسی کرتے ہیں اور اس حوالے سے بعض اوقات ایسی باتیں بھی کہہ جاتے ہیں جو اخلاقیات کے دائرے سے خارج سمجھی جاتی ہیں لیکن جدید دور کے جدید تقاضوں کے تحت آنے والی فکری و حسی تبدیلیوں کے باوجود وہ کسی واعظ یا مبلغ کا انداز اختیار نہیں کرتے مگر اپنے تجربے و مشاہدے کی بنا پر قاری اور سامع کو اخلاقی سربلندی کی اہمیت سے روشناس کراتے ہیں کیونکہ بحیثیت ایک شاعر وہ بھی دنیا کو امن اور ہم آہنگی سے مزین دیکھنا چاہتے ہیں ڈاکٹر وزیر آغا کے الفاظ میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ:

> ”غزل کا امتیازی وصف یہ ہے کہ اس میں تقسیم در تقسیم کی حامل وہ دنیا بھی موجود ہے جسے تصوف نفرت کی نظروں سے دیکھتا ہے اور جزو کی وہ فکری جست بھی جس کا سب سے بڑا علم بردار خود صوفی ہے“۔[۲۴]

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

یہی وہ فکری جست ہے جو ہمیں امن، محبت، ہم اہنگی اور احترام آدمیت کا احساس دلاتی ہے چنانچہ جدید شاعری میں بھی شعراء اسی من و اہم آہنگی کا دامن تھامے محبت اور احترام انسانیت کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں۔

حالی کہتے ہیں:

شیخ جب دل ہی دیر میں نہ لگا
آکے مسجد سے کیا لیا تو نے (۲۵)

دیر و حرم کو تیرے فسانوں سے بھر دیا
اپنے رقیب آپ رہے ہم جہاں رہے (۲۶)

یہاں اُسی محبت وفاداری اور استواری کی بات ہے جس کے بارے میں غالب نے کہا تھا:

وفاداری بشرط استواری اصل ایماں ہے
مرے بت خانے میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو (۲۷)

احترام آدمیت بھی اسی وسعت نظر کی دین ہے جب دل اور نظر میں دوسرے انسانوں کے لیے احترام پیدا ہو اور جب یہ حقیقت کھل جائے کہ انسان بحیثیت مخلوق خدا لائق محبت ہے تو دل سے کینہ، بغض، حسد اور تعصب خود بخود نکل جاتے ہیں اور روحانیت کی معراج کے لیے انہیں برائیوں سے دل کو پاک کرنا شرط ہے۔

نکالو نہ رخنے نسب میں کسی کے
نہیں اس سے کوئی رزالت زیادہ (۲۸)

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا
مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ (۲۹)

حالی تو یہ بھی کہتے ہیں کہ:

چھپے ہیں حریفوں میں احرار واعظ
برا کہہ نہ رندوں کو زنہار واعظ (۳۰)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بیسویں صدی کے بدلتے فکری منظر نامے کے تحت شعراء نے اپنے کلام کے ذریعے انسانی مساوات کا درس دیااور یہ کہا کہ اگر ہم انسانوں سے گریزاں ہوں گے تو اللہ کو نہیں پا سکیں گے۔ حسرتؔ کہتے ہیں:

سنسار سے بھاگے پھرتے ہو بھگوان کو تم کیا پاؤ گے
اس لوک کو بھی اپنا نہ سکے اس لوک میں بھی پچھتاؤ گے [۳۱]

اس دور میں امن اور ہم آہنگی کے تصور کو لیے ایک اللہ کے وجود کا اعتراف و اقرار کیا گیا۔

حسرت:

کعبے میں رہو یا کاشی میں نسبت تو اسی کی ذات سے ہے
تم رام کہو کہ رحیم کہو مطلب تو اسی کی بات سے ہے [۳۲]

انسانی فطرت اور سوچ کی عکاسی بیسویں صدی کے حوالے سے حسرت کی اس غزل میں دیکھئے:

یہ مسجد ہے وہ بت خانہ چاہے یہ مانو چاہے وہ مانو
مقصد تو ہے دل کو سمجھانا چاہے یہ مانو چاہے وہ مانو
یہ شیخ و برہمن کے جھگڑے سب ناسمجھی کی باتیں ہیں
ہم نے تو ہے بس اتنا جانا چاہے یہ مانو چاہے وہ مانو
گر جذب محبت صادق ہو ہر در سے مرادیں ملتی ہیں
ہر گھر ہے اسی کا کاشانہ چاہے یہ مانو چاہے وہ مانو [۳۳]

گویا محبت کا جذبہ عین عبادت ہے اور سچائی محبت کی بنیاد اور اسی صدق کی بدولت اللہ کا قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی سے دنیا بدل سکتی ہے اور انسانی رویوں میں تبدیلی آسکتی ہے کہتے ہیں کسی بُرے کے ساتھ بھلائی کا رویہ رکھو تو اس کا کردار بدل جاتا ہے اور یہ حقیقت قابل غور بھی ہے قتیلؔ شفائی کا کہنا ہے:

وہاں وہاں سے آندھیوں نے اپنے رخ بدل لیے
جہاں جہاں کوئی دیا جلا رہا ہے آدمی [۳۴]

سلیم احمدؔ:

اک پتنگے نے یہ مجھ سے رقص آخر میں کہا
روشنی کے ساتھ رہیے روشنی بن جائیے [۳۵]

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

گویا جذبے کو فریب دینا اس دور کے شعراء کے نزدیک گناہ ہے کیونکہ یہ فریب ایک دائرے کی صورت پوری انسانیت کو اپنے گھیرے میں لے لیتا ہے اور دائرہ پھر کبھی رکتا نہیں ہے لہٰذا محشرؔ بدایونی کا یہ شعر دیکھئے:

وہ دیا جلانا گناہ ہے جو فریب رنگ قبائیں دے
کوئی ایسا حرف رقم کروں مری لوح مجھ کو دعائیں دے (۳۶)

حفیظ جالندھری:

فساد سیرت انساں نمایاں کر رہا تھا میں
نظر ڈالی تو خود اپنی ہی صورت جلوہ آرا تھی (۳۷)

ہر انسان اپنی اپنی جگہ اپنے اپنے مسائل سے نبرد آزما ہے سارے جھگڑے اس بات کے ہیں کہ جو میرے پاس نہیں ہے وہ دوجے کے پاس کیوں ہے لیکن جب میراجی کی طرح اس حقیقت کا ادراک ہو جائے کہ

اپنی بیتی جگ بیتی ہے جب سے دل نے جان لیا
ہنستے ہنستے جیون بیتا رونا دھونا بھول گیا (۳۸)

تو زندگی آسان ہو جاتی ہے اور انسان میں جب دوسروں کے لیے کچھ کرنے کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اپنے حصے کی خوشیاں بھی دوسروں کے دامن میں بھر دیتا ہے اپنے حصے کرنیں بھی دوسروں کی صبحوں میں شامل کر دیتا ہے، مجید امجد کہتے ہیں:

اس اپنی کرن کو آتی ہوئی صبحوں کے حوالے کرنا ہے
کانٹوں سے الجھ کر جینا ہے پھولوں سے لپٹ کر مرنا ہے (۳۹)

اس صدی کا شاعر اوروں پر نکتہ چینی یا اعتراضات سے پہلے خود اپنے احتساب کی دعوت دیتا ہے کیونکہ اپنی ذات اگر بے عیب ہو تبھی انسان دوسروں پر انگلی اٹھاتا اچھا لگتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی بے عیب نہیں اسی لیے وہ مجید امجد کی طرح کہتا ہے

آخر اپنے ساتھ کبھی تو اک بے مہر مروت بھی
اپنے سارے نام بھلا کر کبھی خود اپنے گن تو گنو (۴۰)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

امجد قبائے شہر تھی کہ چولا فقیر کا
ہر بھیس میں ضمیر کا پردا لباس تھا (۴۱)

اس صدی کے شاعر کے ہاں کفر و الحاد اور الہام و اسلام کے حوالے سے یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ انسان کو پرکھنے اور سمجھنے کا پیمانہ جو خود ہم انسانوں کو بنایا ہوا ہے انتہائی کمزور و ناقص ہے ہم وہ معیار اور نگاہ نہیں رکھتے جو انسان کے باطن کو سمجھ سکے یا مکمل طور پر پہچان سکے اس لیے، مصطفی زیدی نے کہا:

ناقد و دیدہ ورو کفر کا الزام نہ دو
میرے الحاد میں اک پر تو الہام بھی ہے (۴۲)

ہم کافروں کی مشق سخن ہائے گفتنی
اس مرحلے پر آئی کہ الہام ہو گئی
فطرت ہے بری شائبہ شرک سے میری
خطرہ ہے مجھے کچھ نہ خفی کا نہ جلی کا (۴۳)

یہی وہ شک و شبہ ہے جو کفر و اسلام تو ایک طرف زندگی اور موت کو مذہب اور ذاتوں میں بانٹ دیتا ہے یہی شک شرک کا سبب بنتا ہے اور یہی شرک فساد و انتشار کو جنم دیتا ہے لیکن شعراء، یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہمیں اچھائی اور نیکی کو عام کرنا ہے کیونکہ کچھ بھی ہو جائے آخر فتح ہمیشہ خیر کی ہوتی ہے۔ پروین شاکر کہتی ہیں:

کانٹوں میں گھرے پھول کو چوم آئے گی لیکن
تتلی کے پروں کو کبھی چھلتے نہیں دیکھا (۴۴)

احمد فراز اسی جذبے کے تحت یہ کہتے نظر آتے ہیں:

ترا مسلک محبت ہے محبت
بلا سے راس آئی یا نہ آئی (۴۵)

یہی مسلک صوفیاء اور شعراء کے ہاں اشتراکِ عمل کی دلیل ہے اور قیام امن و ہم آہنگی کی ضمانت بھی۔

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

حوالہ جات

۱۔ سجاد باقر رضوی۔ تہذیب و تخلیق۔ لاہور: مکتبہ ادب جدید، 1966ء، ص7

۲۔ وزیر آغا، ڈاکٹر۔ ادب اور اخلاقیات۔ مشمولہ: ڈاکٹر وزیر آغا کے تنقیدی مضامین۔ مرتبہ: سید سجاد نقوی۔ لاہور: مکتبہ عالیہ، 1995ء، ص232

۳۔ بحوالہ نفیس اقبال، ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں تصوف میر، سودا اور درد کے عہد میں۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2007ء، ص235

۴۔ بحوالہ ایضاً، ص186

۵۔ بحوالہ ایضاً، ص342

۶۔ بحوالہ ایضاً، 343ص

۷۔ بحوالہ ایضاً، ص۱۹۰

۸۔ میر درد خواجہ۔ دیوان درد۔ مرتبہ کلب علی خاں فائق۔ لاہور: آئینہ ادب، ۱۹۸۸ء، ص۷۵

۹۔ بحوالہ نفیس اقبال، ڈاکٹر۔ اردو شاعری میں تصوف میر، سودا اور درد کے عہد میں۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ص۲۲۳

۱۰۔ بحوالہ ایضاً، ص۱۶۳

۱۱۔ بحوالہ ایضاً، ص۱۶۵

۱۲۔ بحوالہ ایضاً، ص۱۷۶

۱۳۔ بحوالہ ایضاً، ص۱۸۳

۱۴۔ بحوالہ ایضاً، ص۱۹۹

۱۵۔ بحوالہ ایضاً، ص۲۰۰

۱۶۔ میر درد، خواجہ۔ دیوان درد۔ مرتبہ ملک علی خان فائق۔ لاہور: آئینہ ادب، ۱۹۸۸ء، ص۳۵

۱۷۔ میر تقی میر۔ کلیات میر۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص۳۵۵

۱۸۔ ایضاً، ص۳۶۶

۱۹۔ ایضاً، ص۲۷۱

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۲۰۔ ایضاً، ص ۳٦۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۳۵

۲۲۔ بحوالہ ظہیر احمد صدیقی۔ تصوف اور تصورات صوفیہ۔ لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۱٦ء، ص ۷۷

۲۳۔ بحوالہ ساحل احمد۔ غزل پس منظر پیش منظر۔ الہ آباد: اردو رائٹرس گلڈ، ۲۰۰۰ء، ص ۳۰

۲۴۔ وزیر آغا، ڈاکٹر۔ اردو شاعری کا مزاج۔ لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰٦ء، ص ۲۰۰

۲۵۔ الطاف حسین حالی۔ دیوان حالی۔ لاہور: خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۱ء، ص ۳٦۱

۲٦۔ ایضاً، ص ۳۴۱

۲۷۔ اسد اللہ خاں غالب۔ دیوان غالب۔ مرتبہ: حامد علی خان، لاہور: پنجاب یونیورسٹی پریس، ۱۹٦۹ء ص ۹۸

۲۸۔ الطاف حسین حالی۔ دیوان حالی۔ ص ۳۰۸

۲۹۔ ایضاً، ص ۳۱۰

۳۰۔ ایضاً، ص ۲۴۵

۳۱۔ حسرت موہانی۔ کلیات حسرت۔ لاہور خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۱ء، ص ۴٦۲

۳۲۔ ایضاً، ص ۴٦۰

۳۳۔ ایضاً، ص ۴٦۰

۳۴۔ بحوالہ ساجد امجد۔ اردو شاعری پر برصغیر کے تہذیبی اثرات۔ لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء، ص
۴۴۹

۳۵۔ بحوالہ ایضاً، ص ۴۴۸

36 بحوالہ ایضاً، ص ۴۴۹

۳۷۔ بحوالہ ایضاً، ص ۴۴۹

۳۸۔ میراجی۔ کلیات میراجی۔ لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹٦ء، ص ۸۰۵

۳۹۔ مجید امجد۔ کلیات مجید امجد۔ لاہور الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰٦ء، ص ۱۳۴

۴۰۔ ایضاً، ص ۴۴٦

۴۱۔ ایضاً، ص ۳۷۱

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

۴۲۔ مصطفیٰ زیدی۔ کلیات مصطفیٰ زیدی۔ لاہور: الحمد پبلی کیشنز، سن ندارد، ص ۵۶۱

۴۳۔ ایضاً، ص ۷۷

۴۴۔ پروین شاکر۔ صد برگ مشمولہ: ماہِ تمام۔ اسلام آباد: مراد پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء، ص ۱۳۹

۴۵۔ احمد فراز۔ شہر سخن آراستہ۔ اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز۔ ۲۰۰۶ء، ص ۱۳۱۹